



# وہ صح کبھی تو آئے گی

(ایک پچی کہانی)



میں بہت چھوٹی تھی جب بھوپال میں گیس پھیلی تھی۔ میری اُمی بتاتی ہیں کہ وہ مجھے اپنے بازوؤں میں جکڑ کر جہاً نگیر آباد کی طرف دوڑی تھیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے اپنا پہلا قدم بیماری ہی کی حالت میں آگے بڑھایا تھا اور اب بھی میں پوری طرح ٹھیک نہیں ہو پائی ہوں۔ تیج میں کچھ روز مجھے تھوڑے آرام کا احساس ہوا، لیکن اب پھر وہی پرانی حالت لوٹ آئی ہے۔ میرا گلا اور آنکھیں سوچ جاتی ہیں۔ میرے چہرے پر سو جن رہتی ہے۔ گلے کے اندر ہی اندر خون رستار ہتا ہے۔ میری سانس بُری طرح پھولنے لگتی ہے اور میں بے حال ہو جاتی ہوں۔ میرے پورے بدن پر لال لال چکتے پڑ گئے ہیں۔ شروع میں یہ چکتے ایک ایک روپیے کے سکے جیسے تھے۔ اب یہ ذرا چھوٹے ہو گئے ہیں۔ میرا دیاں پاؤں اب بھی ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے چلنے میں دِقّت ہوتی ہے اور دیکھو میرے پیر میں



چھالے پڑے ہوئے ہیں۔ ہم پر کیا کچھ گزرنی ہے..... ہماری زندگی گیس کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے بدل گئی ہے۔

میرے اتو اس حادثے میں ختم ہو گئے، تب ہم بہت چھوٹے تھے۔ میری ماں کی دماغی حالت خراب ہو گئی۔ وہ دروازے پر بیٹھی اتو کا انتظار کرتی رہتی تھیں۔ ہم سے کہتی تھیں کہ ”ایو آنے والے ہیں، ان کے لیے چائے بناؤ“۔ وہ ان کے پیروں کی آہٹ محسوس کرتیں اور چلا کر کہتیں کہ ”وہ گھر آگئے ہیں“۔ ہم ان سے کہتے کہ ”ایو مر چکے ہیں“۔ پر وہ ہم سے کہتی تھیں کہ ”ایسی باتیں نہیں کرتے“۔ اگر ہم دوبارہ یہی بات کہتے تو وہ ناراض ہوتی تھیں۔ ہمیں مارتی تھیں۔ ہم ان کو اطمینان دلاتے تھے کہ وہ اتنا پریشان نہ ہوں۔

ڈاکٹر ہم سے کہتے تھے کہ انھیں خوش رکھا کرو۔ لیکن ان کی حالت دیکھ کر روئے بغیر رہنا مشکل ہوتا تھا۔ یہ سب کئی مہینوں تک چلتا رہا۔ رفتہ رفتہ کسی طرح امی نے خود کو



سنپھالا۔ شاید اس احساس نے انھیں ٹھیک ہونے میں مددی کہ انھیں ہی کچھ تدبیر کرنی ہو گی تاکہ ہم سب زندہ رہ سکیں۔

میرے الٰو کی ایک دوکان تھی۔ کسی نے سمجھا بجھا کروہ دوکان پائچ سورپیے میں بکوادی۔ جب تک وہ پیسے رہا ہمیں کھانے کو ملا۔ پھر میری اُمی کئی جگہوں پر گئیں، ہر جان پہچان والے کے پاس، ادھار مانگنے۔ انھیں دوسروں کا کام بھی کرنا پڑتا۔ اس کے علاوہ میرے علاج پر کچھ نہ کچھ خرچ بھی ہوتا رہا۔ میں ہمیشہ سے بیمار رہی ہوں۔ میری ایک جڑوال بہن ہے جو بالکل ٹھیک ہے۔ میری اُمی چلاتی تھیں کہ وہ میری مسلسل بیماری اور علاج سے تنگ آچکی ہیں۔

ایک مرتبہ کی بات ہے جب میں بہت بیمار تھی۔ کسی نے اُمی کو پرائیویٹ ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی صلاح دی۔ وہ ڈاکٹر بہت اچھا مانا جاتا تھا۔ مجھے نرسنگ ہوم لے جایا گیا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ میں مرنے والی ہوں۔ علاج کے لیے صرف نرسنگ ہوم کے بستر کا خرچ ہی ڈھانی سوروپیہ روزانہ کا ہے، علاج کا خرچ الگ۔ میری اُمی نے بتایا کہ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ تب اس نے کہا کہ وہ مجھے گھر لے جائیں۔ پر وہ نہ مانیں۔ میں وہیں پڑی رہتی جب تک کہ دوپھر کو وہ واپس نہ آتیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ پیسے کہاں سے لا تیں۔ پر وہ میرے علاج کے لیے کہیں نہ کہیں سے پیسے لے ہی آتیں۔

اب میں آیورویدیکی دوائیں استعمال کر رہی ہوں اور اس سے مجھے کافی آرام ہے۔ میرے پاؤں کے چھالے سوکھ رہے ہیں۔ پسلیوں کا درد چلا گیا ہے۔ چہرے کی سو جن کم ہو گئی ہے اور سر درد، بدن درد اور گلے سے خون کا رنسنا بند ہو گیا ہے۔ اب مجھے پہلی مرتبہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ٹھیک ہو سکتی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ ابھی ہمیں بہت دور جانا ہے۔ میں بہت خوش رہتی ہوں۔ میں اب جینا چاہتی ہوں۔

(سلسلی)



## مشق

**معنی یاد کیجیے:**

1

راحت	:	آرام، سکون
تدیر	:	کوشش، ترکیب
رفتہ رفتہ	:	آہستہ آہستہ

**نیچے لکھے ہوئے الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیے:**

2

حادثہ انتظار خروج مرتبہ

**غور کیجیے:**

3

1984ء کی سر دیوں میں مدھیہ پردیش کے شہر بھوپال میں گیس کا ایک بہت بڑا سانحہ روئنا ہوا تھا۔ اس سانحہ کی ذمہ داری یونین کار بائیڈ نامی ایک غیر ملکی کمپنی پر عائد ہوتی ہے۔ زہریلی گیس کے ریسنے سے پورے شہر میں کھرام مج گیا تھا۔ ہزاروں انسان اور جانور اس سانحہ میں اپنی جانیں گنو بیٹھے تھے۔ زہریلی گیس کے اثر سے ہزاروں لوگ بیمار پڑ گئے۔ یہ بیماری ایک نسل سے دوسرا نسل کو منتقل ہوتی گئی۔ آج بھی اس سانحہ کے شکار بہت سے افراد زندگی اور موت کی کشمکش میں بتلا دکھائی دیتے ہیں اور اپنے حق کی مانگ کر رہے ہیں۔ ان کی دوا اور علاج کا جواہ تمام کیا جانا چاہیے تھا باتک نہیں ہو سکا۔ اس مسئلے نے ایک لمبے قانونی جھگڑے کی حیثیت اختیار کر لی ہے، جس کا فیصلہ ہونا بھی باقی ہے۔ گیس کا یہ سانحہ ہمارے سامنے کئی سوال لے کر آیا ہے۔ صنعتی ترقی نے جہاں انسان کو بہت سے فائدے پہنچائے ہیں، وہیں اس کے لیے کچھ

آزمائیں بھی کھڑی کر دی ہیں۔ اس مسئلے پر ہم سب کو نئے سرے سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

4

### سوچیے اور بتائیے:

- (i) سلمی کی اُمی اسے بازوؤں میں جکڑ کر جہا نگیر آباد کی طرف کیوں دوڑ رہیں؟
- (ii) سلمی کی اُمی کس بات پر اس سے ناراض ہوتی تھیں؟
- (iii) سلمی کی اُمی کی دماغی حالت کیوں خراب ہو گئی تھی؟
- (iv) نرسنگ ہوم کے ڈاکٹر نے اُمی سے کیا کہا؟
- (v) سلمی نے ایسا کیوں کہا کہ میں اب جینا چاہتی ہوں؟

5

### خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھریے:

پسی کام سونج جینا چھالے

- (i) میرا گلاؤ اور آنکھیں ..... جاتی ہیں۔
- (ii) انھیں دوسروں کا ..... بھی کرنا پڑتا۔
- (iii) ہمارے پاس اتنے ..... نہیں ہیں۔
- (iv) میرے پاؤں کے ..... سوکھ رہے ہیں۔
- (v) میں اب ..... چاہتی ہوں۔

6

### پیچے دیے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

بیماری آرام چھالے حادثہ علاج سونج

7

اس سبق میں لفظ رفتہ استعمال ہوا ہے۔ کسی بات میں زور پیدا کرنے کے لیے جملے میں لفظ کو دوبار استعمال کیا جاتا ہے۔ ان جملوں پر غور کیجیے اور ایسے تین جملے بنائیے:

شام ہوتے ہو تے گھونسلہ تیار ہو گیا۔

چلتے چلتے وہ تھک گیا۔

تحوڑے تھوڑے وقفے سے وہ ہمیں دیکھتا رہا۔

ذر اذ راسی بات پر روٹھ جاتا ہے۔

عملی کام:

8

(i) اس سبق میں بھوپال گیس سانحے سے ہوئی تباہ کاری کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا شکار ہونے والی سملی کی کہانی ”وہ صح کبھی تو آئے گی“، عنوان کے تحت بیان کی گئی ہے۔ یہی عنوان ساحر لدھیانوی کے گیت ”امید“ کا ایک مصروف بھی ہے۔ آپ اسی طرح کے کچھ اور گیتوں، نغموں، کہانیوں، مضامین کے کسی جملے یا مصروعوں کو تلاش کیجیے اور ان کی فہرست بنائیے۔

(ii) اس طرح کے کسی اور سانحے کے بارے میں ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

